# انابت الیٰ اللہ

[خطبۂ عید الفطر]

مولانا سید جلال الدین عمری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# انابت اِلیٰ اللہ

## خطبۂ عید الفطر

### شنبہ، یکم شوال ۱۴۳۹ھ، مطابق ۱۶؍جون ۲۰۱۸ء

مولانا سید جلال الدین عمری، امیر جماعت اسلامی ہند ہر برس مرکز جماعت کی مسجدِ اشاعت اسلام میں عیدین کا خطبہ دیتے ہیں۔ خطبہ سننے کے لیے لوگ دور دور سے آتے ہیں اور بہت توجہ اور انہماک سے سنتے ہیں۔ امسال نمازیوں کی تعداد گزشتہ برسوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ تھی۔ مولانا نے اس بار جو خطبہ دیا اس کا تعلق انابت الیٰ اللہ سے تھا۔ درحقیقت اسی میں امت کی فلاح و کامرانی ہے۔اسی سے وہ دنیا میں امامت و قیادت کا مقام حاصل کرسکتی ہے۔ موجودہ حالات میں اس خطبہ میں قرآن کی روشنی میں امت کی راہ نمائی کا سامان موجود ہے۔ اس لیے اسے کتابچہ کی شکل میں مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز شائع کر رہا ہے۔

(محمد رضی الاسلام ندوی)

حمد وصلوٰۃ کے بعد۔

بزرگو، بھائیو اور عزیزو، محترم خواتین، ماؤں، بہنو اور بیٹیو!

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ○ (آل عمران:۱۳۹)

کم زوری نہ دکھاؤ، غم نہ کرو، تم ہی غالب رہوگے ،اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

میں آپ تمام بھائیوں اور بہنوں کو عید کی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ پوری

دہلی کے برادرانِ اسلام کو، بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو عید کی مبارک باد دیتا ہوں۔ حالات جیسے بھی ہوں، عید منانے کا حکم ہے اور ہم اس کی تعمیل کر رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

محترم حضرات وخواتین!

ہمارے مسائل ہیں اور بہت سنگین مسائل ہیں۔ ان کو حل کرنے کی ہم کوشش بھی کر رہے ہیں۔ یہ کوشش جاری رہنی چاہیے۔ اس میں کوتاہی صحیح نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ — اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو، جتنی تمہارے اندر استعداد ہے۔ (التغابن:١٦)

یہ اللہ تعالیٰ کی عنایت ہے کہ اس نے ہم پر طاقت سے زیادہ بار نہیں ڈالا۔ اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کرنی ہوگی کہ جو کچھ ہمارے اختیار میں تھا وہ ہم نے لگا دیا اور جو نہیں کر سکے وہ ہماری طاقت سے باہر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں نماز روزے کا حکم دیا ہے، زکوٰۃ اور انفاق فی سبیل اللہ کی ہدایت کی ہے، استعداد ہو تو حج فرض کیا ہے۔اس نے کہا ہے کہ بیوی بچوں کی اصلاح کی کوشش کی جائے، انھیں فتنہ نہ بننے دیا جائے۔ اس نے کہا ہے کہ امت کے ساتھ خیر خواہی کی جائے اور اسے دین پر قائم رکھنے کی سعی کی جائے۔اس نے تبلیغِ دین اور اس کی سربلندی کے لیے جدّوجہد اور اس کے لیے تکلیفیں برداشت کرنے کی ہدایت کی ہے۔ہم سینہ پر ہاتھ رکھ کر کہیں کہ کل قیامت کے روز کیا ہم کہہ سکیں گے کہ ان امور کی انجام دہی کے لیے ہمارے اندر جو توانائی تھی وہ ہم نے صرف کردی اور جو نہ کر سکے وہ ہماری طاقت سے باہر تھا۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ کیا کچھ ہماری استعداد میں تھا؟ اور کیا ہماری

استعداد سے باہر تھا؟ اس کا حکم ہے:

وَجَاهِدُوْا فِيْ اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ۚ هُوَ اجْتَبٰكُمْ (الحج:۷۸)

اللہ کے راستہ میں جدّوجہد کرو جس طرح جدّوجہد کا حق ہے۔ اس کے لیے اس نے تمھیں منتخب کیا ہے۔

سوال یہ ہے کہ کیا دین کے لیے جدّوجہد کا حق ادا ہو رہا ہے؟

دوستو اور ساتھیو!

موجودہ حالات میں ہمیں ہر طرح کے مشورے دیے جاتے ہیں۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ کم زوروں ہی کو مشورے دیے جاتے ہیں۔ اس میں ترحّم اور ہم دردی کا پہلو غالب ہوتا ہے۔ جو طاقت ور ہے وہ مشوروں کی ضرورت نہیں محسوس کرتا، بلکہ اس سے مشورے لیے جاتے ہیں اور اس کی تقلید میں فخر محسوس کیا جاتا ہے۔

قرآن کہتا ہے اور بار بار کہتا ہے:

وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ (آل عمران:۱۳۹)

تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔

اگر تمھارے اندر اللہ تعالیٰ پر صحیح معنیٰ میں ایمان ہے اور اس کی ہدایات پر عمل کرنے کے لیے تم تیار ہو تو تمھاری کم زوریاں دور ہوں گی اور تمھیں لازماً سربلندی عطا ہوگی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ اس سے سچا وعدہ کس کا ہوسکتا ہے؟ کیا اس کے وعدے پر ہمیں یقین نہیں ہے؟

اس امت نے ہر طرح کے تجربے کیے، سیاسی اور غیر سیاسی کوششیں کیں، لیکن مطلوبہ نتائج حاصل نہیں ہوئے، اس کی قسمت نہیں بدلی۔ اس کے لیے ضروری تھا کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت حاصل ہوتی۔ اس کے بغیر اس کی کوئی بھی کوشش نتیجہ خیز نہیں ہوسکتی۔

قرآن پورے زور کے ساتھ کہتا ہے:

اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ (آل عمران:۱٦۰)

اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب نہ ہوگا اور اگر وہ تم کو چھوڑ دے تو پھر کون ہے جو اس کے بعد تمہاری مدد کرے اور اللہ ہی پر ایمان والوں کو توکل کرنا چاہیے۔

تاریخ کے اوراق اس کی تائید کرتے ہیں کہ جب اللہ کی نصرت اس امت کو حاصل رہی وہ سربلند ہوکر رہی۔ کوئی اس پر غلبہ نہ پاسکا۔ جب اس کی نصرت سے وہ محروم ہوگئی تو کسی کی حمایت اس کے کچھ کام نہ آئی۔

اللہ تعالیٰ کی نصرت وحمایت اس وقت حاصل ہوتی ہے جب اس کی شرائط کی تکمیل ہو۔ اللہ تعالیٰ سے توقعات ہی نہ رکھی جائیں، بلکہ اس کے مطالبات بھی پورے کیے جائیں۔ اللہ کے اس ارشاد کو غور سے پڑھنے کی ضرورت ہے:

وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَ لْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ○ (البقرۃ:۱۸٦)

جب میرے بندے تم سے میرے بارے میں سوال کریں تو بتادو کہ میں قریب ہوں، پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں، انہیں بھی چاہیے کہ وہ میری پکار کا جواب دیں اور مجھ پر ایمان رکھیں۔ توقع ہے، وہ ہدایت پائیں گے۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے قریب ہے۔ وہ ان کی دعائیں سننے کے لیے ہرآن تیار ہے۔ شب و روز کا کوئی لمحہ ایسا نہیں جس میں وہ ان کی دعا نہ سنتا ہو۔ وہ چاہتا ہے کہ بندے بھی اس کی آواز پر لبیک کہیں اور اس کی اطاعت کے لیے تیار ہوں۔ یہی راہ راست ہے اور اس بات کا ثبوت ہے کہ انسان رشد و ہدایت سے سرفراز ہے۔

اہلِ کتاب سے کہا گیا:

وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ○ (البقرۃ:۴۰)

پورا کرو میرے عہد کو جو تم نے مجھ سے کیا ہے، میں تم سے کیے گئے عہد کو پورا کروں گا اور صرف مجھ سے ڈرتے رہو۔

یعنی یہ کہ تم نے مجھ سے عہد کیا تھا کہ احکام شریعت کے پابند رہو گے، اسے پورا کرو، میں نے تم سے جو عہد کیا تھا اسے میں پورا کروں گا اور تمہیں دنیا اور آخرت میں سرخ رو اور کام یاب کروں گا۔

اللہ تعالیٰ کی نصرت اس وقت حاصل ہوتی ہے جب اس کے دین کی حمایت میں آپ کھڑے ہوں:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ○ (محمد:۷)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اگر تم اللہ (کے دین) کی نصرت کرو گے تو اللہ تمہاری نصرت فرمائے گا اور تمہارے قدموں کو ثبات عطا کرے گا۔

بزرگو اور دوستو!

اب آیئے دیکھیں کہ کیا ہمارا ایمان وہی ایمان ہے جس کا ہم سے مطالبہ کیا گیا ہے اور جس پر اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت کا وعدہ کیا گیا ہے۔ قرآن کہتا ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ○ (الحجرات:۱۵)

مومن تو بس وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے، پھر شک میں نہیں پڑے اور اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ اللہ کے راستہ میں جہاد کیا۔ یہی سچے اور راست باز ہیں۔

ایمان وہ معتبر ہے جس سے یقین و اذعان ابل رہا ہو، جس میں اللہ اور اس کے رسول کی ہدایات پر شک و تردّد کی پرچھائیاں تک نہ پڑی ہوں اور جو انسان کو اللہ کے راستے میں جان اور مال کی قربانی کے لیے آمادہ کرے۔ جس کا یہ حال ہو وہی اپنے

دعویِ ایمان میں مخلص اور سچا ہے۔

ایک جگہ فرمایا گیا:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ (الانفال:۲) مومن تو بس وہی ہیں، جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل دہلنے لگتے ہیں۔

اہلِ ایمان کی پہچان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے تو اس کی عظمت و ہیبت سے ان پر لرزش طاری ہوجاتی ہے، اس کی قدرت و طاقت کے تصوّر سے وہ کانپ اٹھتے ہیں۔اس دنیا میں آدمی اقتدارِ وقت سے ڈرتا ہے، حکومت سے خوف کھاتا ہے، اس کے حکم کی خلاف ورزی ہوتو معافی کا طلب گار ہوتا ہے، معافی کی توقع نہ ہوتو رو پوش ہوجاتا ہے، دوسرے ملکوں سے پناہ کا طالب ہوتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ سے آدمی کہاں راہِ فرار اختیار کرے گا۔ یہاں ہر طرف اسی کی حکومت اور فرماں روائی ہے ۔ اس کی گرفت سے بچ کر نکلنا ممکن نہیں ہے:

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ؕ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۝ (الرحمٰن:۳۳) اے گروہِ جن و انس !اگرتم آسمانوں اور زمین کے اطراف سے نکل کر جاسکوتو چلے جاؤ، لیکن تم نہیں جاسکتے۔ اس کے لیے جو اقتدار اور طاقت چاہیے وہ تمہیں حاصل نہیں ہے۔

زمین و آسمان پر اور پوری کائنات پر اللہ کی حکومت ہے۔ کسی میں یہ زور نہیں ہے کہ اس کے حدودِ مملکت سے باہر نکل سکے۔

اس کائنات میں اللہ تعالیٰ سے بڑی کوئی ہستی نہیں ہے کہ اس سے انسان کو ڈرایا جائے، اس کی قدرت سے زیادہ کسی کی قدرت نہیں کہ اس کا خوف دلایا جائے، لیکن افسوس کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان کا دعویٰ کرنے والے بھی اس کی قوت واقتدار کا تصوّر نہیں کرتے اور اس سے خوف نہیں کھاتے۔

اہلِ ایمان کی ایک خصوصیت یہ بتائی گئی ہے:

وَ اِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ○ (الانفال:۲)

جب انہیں اللہ کی آیات سنائی جاتی ہیں تو وہ ان کے ایمان میں اضافہ کرتی ہیں اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔

اللہ کی آیات سن کر ان کا ایمان اور بڑھ جاتا ہے اور راہِ حق زیادہ وضاحت سے ان کے سامنے آ جاتی ہے۔ یہ خیال ذہن کے کسی گوشے میں نہیں ابھرتا کہ اس پر عمل کی وجہ سے ہم پریشانی میں پڑ گئے۔ سخت سے سخت حالات میں بھی، جب کہ دین پر چلنا دشوار ہو، ان کا ایمان غیر متزلزل ہوتا ہے اور انہیں اطمینان ہوتا ہے کہ حق یہی ہے اور اسی میں ہماری کام یابی ہے۔ انہیں اسبابِ دنیا پر نہیں، اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل ہوتا ہے کہ وہ ہمارے مسائل حل کرے گا اور ہماری دشواریاں دور فرمائے گا۔

جنگِ خندق میں مدینہ پر دشمنوں نے ہر طرف سے یلغار کر دی اور محسوس ہو رہا تھا کہ مدینہ کی اینٹ سے اینٹ بجادیں گے۔ اس وقت اہلِ ایمان پر اللہ کے توکّل کا یہ عالم تھا کہ وہ پکار اٹھے کہ یہی اللہ کی رحمت کے نزول اور اس کے وعدوں کی تکمیل کا وقت ہے:

وَ لَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ ۡ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّ تَسْلِيْمًا ○ (الاحزاب:۲۲)

اور جب ایمان والوں نے لشکروں کو دیکھا تو کہا کہ یہ تو وہ چیز ہے جس کا اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا۔ اس نے ان کے ایمان اور اطاعت کے جذبہ میں اضافہ ہی کیا۔

دوستو اور ساتھیو! اللہ تعالیٰ ہی اس کائنات کا خالق، مالک، معبود و مسجود اور فرماں روائے حقیقی ہے۔ یہ نیل گوں آسمان، یہ چمکتے ستارے، یہ آفتاب و ماہتاب، یہ گردش کرتی ہوئی زمین، یہ شجر و حجر، یہ دریا اور پہاڑ، سب اس کے تابع ہیں۔ کسی میں مجال نہیں کہ اس کے حکم سے ذرّہ برابر سرتابی کرے، اس کی قدرت بے پایاں ہے، وہ

جو چاہے وہی ہوتا ہے، اس کی مشیت ہر چیز پر غالب ہے، اس کے فیصلوں کو کوئی بدل نہیں سکتا، اس کی سلطنت مشرق و مغرب، شمال اور جنوب ہر طرف ہے، وہ ہماری شاہ رگ سے بھی قریب ہے، وہ سیاہ رات سے روشن صبح نکالتا ہے، مردہ زمین کو لہلہاتے چمن میں تبدیل کر دیتا ہے۔ کائنات کے ہر گوشے سے یہ صدا بلند ہو رہی ہے کہ تم اس خدا کے ہو جاؤ، یہ دنیا تمہاری ہو جائے گی۔ پھر تمہیں کوئی زیر نہ کر سکے گا۔ یہ آواز ہر طرف گونج رہی ہے۔ کاش ہم یہ آواز سنتے۔ ہماری دنیا بدل جاتی۔

☆☆☆

# پروگرام عید ملن

## شنبہ ۸؍شوال ۱۴۳۹ھ، مطابق ۲۳؍جون ۲۰۱۸ء

جماعت اسلامی ہند کی جانب سے مرکز جماعت میں عید ملن کی تقریب کا ہر سال کی طرح اس سال بھی خصوصی اہتمام کیا گیا، جس میں مذہبی، سماجی اور سیاسی رہ نماؤں، سفارت خانوں کے نمائندوں اور میڈیا کی اہم شخصیات کے علاوہ خاصی تعداد میں برادرانِ وطن نے شرکت کی۔ امیر جماعت نے تمام لوگوں کا خیر مقدم کیا اور عید کی پرخلوص مبارک باد پیش کی۔ اس مناسبت سے انھوں نے جو تقریر کی تھی وہ یہاں پیش کی جا رہی ہے۔

(محمد رضی الاسلام ندوی)

میں آپ سب کا اپنی طرف سے اور جماعتِ اسلامی ہند کی طرف سے اس مجلس میں دل سے خیر مقدم کرتا ہوں۔

برادرانِ اسلام! عید کی مبارک باد قبول فرمائیے۔

رمضان سے ہم نے بہت کچھ حاصل کیا۔رمضان میں اللہ تعالیٰ سے ہمارا تعلق مضبوط ہوتا ہے۔اس کے لیے تکلیفیں برداشت کرنے کا جذبہ ابھرتا ہے۔

قرآن مجید کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کا احساس ابھرتا ہے۔ہمارا ایمان ہے کہ قرآن مجید ہماری راہ نما کتاب ہے، اسی سے ہمیں راہ نمائی حاصل کرنی چاہیے،اسی

میں ہماری دنیا اور آخرت کی فلاح ہے۔ رمضان میں ہمارا ایمان تازہ ہوتا ہے۔

رمضان میں عبادات خاص طور پر فرض اور نفل نمازوں کی طرف ہماری توجہ بڑھتی ہے اور اللہ کی یاد تازہ رہتی ہے۔

رمضان میں ہم لغو اور فضول باتوں اور فضول کاموں سے بچتے ہیں اور اپنے اوقات کو بہتر طریقہ سے استعمال کرتے ہیں۔

رمضان ہم دردی، غم خواری اور مواسات کا مہینہ ہے۔ اس میں دوسروں کے دکھ درد کو سمجھنے اور ان کے کام آنے کا جذبہ ابھرتا ہے۔

ان سب چیزوں کو باقی رہنا چاہیے۔ اس میں ہماری ذاتی فلاح بھی ہے اور امت کے مسائل کا حل بھی۔

اس وقت ہمارے سامنے برادران اسلام کے ساتھ غیر مسلم برادران وطن بھی ہیں۔ آپ سب ہی سے بعض باتیں عرض کرنی ہیں۔

دوستو اور ساتھیو!

اس ملک کی ایک بڑی ضرورت یہ ہے کہ یہاں فرقہ وارانہ ہم آہنگی ہو۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہر فرقہ اپنی انفرادیت ختم کرکے دوسرے میں ضم ہوجائے۔ یہ غیر فطری اور ناقابلِ عمل ہے۔ ہونا یہ چاہیے کہ ہر گروہ اپنی انفرادیت کو باقی رکھتے ہوئے ،دوسروں کے ساتھ مل جل کر زندگی بسر کرے۔ اس سے باہم محبت اور الفت بڑھے گی اور ایک دوسرے کے حقوق کا احترام ہوگا۔ سب مل کر ملک کی فلاح کے بارے میں سوچ سکیں گے۔اس کے لیے سب کا تعاون حاصل ہوگا۔

ملک میں اس ماحول کوخراب کرنے اور اس فضا کو مکدر کرنے کی کوشش بھی ہو رہی ہے۔ اس وقت ملک کے ایک طبقہ میں، یا یوں کہیے ،بعض لوگوں میں یہ احساس ضرورت سے زیادہ ہی ہے کہ ملک ان کا ہے، یہاں کے وسائل ان کے ہیں اور اقتدار

ان کا ہے۔ترقی کے مواقع ان ہی کے لیے ہیں۔ یہاں وہ ہر طرح محفوظ ہیں، وہ جو چاہے کر سکتے ہیں۔ ان پر گرفت آسان نہیں ہے۔ اسی کا مظاہرہ ہے جو ہجومی تشدد (Mob Lynching) یا گائے کے تحفظ (Cow Protection) یا عبادت گاہوں پر حملوں کی شکل میں ہوتا رہتا ہے اور مختلف مواقع پر اقلیتوں کو نشانہ بنایا جاتا ہے۔ اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ان کے خلاف قانونی کارروائی بھی ہوتی ہے، لیکن مختلف وجوہ سے وہ غیر موثر ہے۔ ایسی نہیں ہے کہ یہ لوگ اپنی جارحیت سے باز آجائیں۔

یہ کہا جاسکتا ہے کہ اقلیتوں کے خلاف اس طرح کے اقدامات چند ایک ہیں۔ اتنے بڑے ملک میں ان کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ لیکن یہ بات فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ اس سے خوف اور دہشت کا جو ماحول پیدا ہوا ہے وہ انتہائی تشویش ناک ہے۔ اقلیتوں میں یہ احساس ابھر رہا ہے کہ وہ یہاں غیر محفوظ ہیں، ان کے لیے ترقی کے مواقع نہیں ہیں، یا محدود ہیں۔وہ اپنی صلاحیتوں کا بہتر استعمال نہیں کر پا رہے ہیں۔

ملک میں اقلیتوں اور کم زور طبقات کے ساتھ جو ناانصافی ہو رہی ہے اس پر بہت سے سوچنے سمجھنے والے افراد اور معروف اسکالرس وقتاً فوقتاً آواز اٹھاتے ہیں اور انسانی حقوق کے لیے متحرک تنظیمیں بھی اس کے خلاف بولتی ہیں۔

خاص بات یہ ہے کہ اب بین الاقوامی سطح پر بھی اس کا تذکرہ ہونے لگا ہے، جس سے ملک کی تصویر بگڑتی ہے۔اس میں شک نہیں ،حالات کو ٹھیک کرنا اور اقلیتوں اور کم زور طبقات کو اعتماد میں لینا حکومت کا کام ہے۔ اس کی طرف اس کی توجہ نہیں ہے۔ اس کے ساتھ یہ ہم سب کی بھی ذمہ داری ہے کہ ملک کی فضا کو بہتر بنائیں اور اقلیتوں میں جو خوف و ہراس پایا جاتا ہے اسے دور کریں اور ان میں اعتماد کا ماحول پیدا کریں۔اس کے لیے پوری قوت سے آواز اٹھانی ہوگی اور فرقہ پرست طاقتوں کا سختی سے مقابلہ کرنا ہوگا۔

ہمارا سماج ایک تکثیری (Plural) سماج ہے، جہاں مختلف مذاہب ہیں، کلچر کا اختلاف ہے اور زبانیں بھی مختلف ہیں۔ ملک کے بہت سے مسائل ہیں۔ ان کے حل کے بارے میں ہمارے درمیان اختلاف ہوسکتا ہے اور ہوگا۔ اسے برداشت کرنا ہوگا اور اس اختلاف کو حل کرنے کے لیے بحث و مباحثہ اور Dialogue کا طریقہ اختیار کرنا ہوگا۔ ہم ایک دوسرے کو حریف سمجھنے، اس کے نقطۂ نظر کو دشمن کا نقطۂ نظر تصور کرنے کی جگہ، اسے سمجھنے کی سنجیدہ کوشش کریں۔ بحث و مباحثہ اور گفتگو سے بہت سے مسائل حل ہوتے ہیں۔ بسا اوقات اس سے عداوتیں ختم ہوتی ہیں اور دوستی و رفاقت کی راہیں کھلتی ہیں۔ کیوں نہ ہم اپنے ملک میں تقریر و تحریر کے ذریعہ آپس میں تبادلۂ خیال کا راستہ نکالیں۔ اس کوشش میں پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کا تعاون نہایت ضروری ہے۔ ملک کے مفاد میں اسے تعاون کرنا ہی چاہیے۔ یہ اس کی ذمہ داری ہے۔ اس سے امید ہے کہ موجودہ فضا بدلے گی۔ گفتگو سے حریف طاقتیں اور ایک دوسرے کے دشمن ممالک اپنے مسائل کا حل نکال لیتے ہیں۔ اس کی تازہ مثال ٹرمپ اور شمالی کوریا کے صدر کی ملاقات اور گفتگو ہے۔ مشرقی جرمنی اور مغربی جرمنی کا اتحاد زیادہ پرانی بات نہیں ہے۔ کیا ہم اپنے وطن میں باہم گفتگو اور تبادلۂ خیال سے مسائل حل نہیں کرسکتے؟ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے اختلافات کو دور کرنے کے لیے ایک میز کے گرد جمع ہونے سے ہم گھبراتے ہیں؟ آخر یہ راستہ ہم کیوں نہیں اختیار کرتے؟

اس وقت ملک کی سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ نفرت اور عداوت کی جو آندھی چل رہی ہے اسے محبت، خیر خواہی اور افہام و تفہیم کی ٹھنڈی اور خنک ہواؤں میں تبدیل کیا جائے۔ اس کے لیے جرأت و ہمت کے ساتھ ہم سب کو سامنے آنا ہوگا۔ یہ مجمع، جو موجودہ حالات سے متفکر اور پریشان ہے اور حالات کو بدلنا چاہتا ہے، وہ اگر کھڑا ہوجائے تو یقین ہے کہ اس ملک کے بہی خواہ اور انسانوں کے ہم درد اس کا ساتھ دیں گے،

ملک کے سارے ستم رسیدہ اس کے دوش بدوش کھڑے ہوں گے۔ جن کے حقوق پامال ہورہے ہیں وہ اس کی صف میں نظر آئیں گے ۔ اس سے ایک تحریک شروع ہوگی اور ملک کو صحیح راہ دکھائی جاسکے گی۔ وہ راہ، جس میں مساوات، عدل و انصاف اور حقوق کی پاس داری ہو اور کوئی کسی پر دست درازی نہ کرسکے۔ آیئے، اس سمت میں بڑھیں۔ یہ ملک آپ کے انتظار میں ہے۔

میں دوبارہ آپ حضرات کا اپنی طرف سے اور جماعت اسلامی ہند کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

---